وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً. (الاحزاب:۷۱)

’’اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا‘‘۔

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۸

اسلام اور سچائی

مولانا ارشد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند ۱- بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اور سچائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو"۔

(سورة التوبه: ١١٩)

اس آیت میں عام لوگوں کو تقویٰ کی ہدایت دی گئی ہے اور ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ اور ذریعہ نیک اور سچوں کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے، اس جگہ قرآن حکیم نے علماء وصلحاء کے بجائے صادقین کا لفظ اختیار فرما کر عالم و صالح اور نیک آدمی کی پہچان بھی بتادی ہے کہ نیک اور صالح صرف وہی شخص ہوسکتا ہے، جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، نیت وارادے کا بھی سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو اور عمل کا بھی سچا ہو، کیونکہ سچائی زبان، دل اور عمل تینوں کی سچائی پر بولا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

"اور سچوں کے ساتھ رہو" اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم تقوے کو اپنی زندگی میں اتارنا چاہتے ہو تا کہ موت کے وقت تک تمہاری زندگی تقوے کی پابند رہے تو سچوں کی صحبت اور دوستی کو اپناؤ، کیونکہ دنیا کا مانا ہوا اصول یہی ہے

کہ اچھوں کا ساتھ آدمی کو اچھا اور بروں کا ساتھ آدمی کو برا بنا دیتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً﴾.

(سورة الأحزاب: ۷)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی (سچائی) کی بات کہو''۔

اس آیت میں اصل حکم سب مسلمانوں کو یہ دیا گیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، جس کی حقیقت اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو مکمل طور پر ماننا ہے، اور تمام ان چیزوں سے بچنا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے روکا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ کام انسان کے لیے آسان نہیں، اس لیے ''اِتَّقُوا اللّٰه'' کے بعد ایک خاص عمل کی ہدایت ہے، یعنی اپنے کلام (زبان) کی درستی و اصلاح، یہ بھی اگرچہ تقویٰ کا ہی ایک جزء ہے مگر ایسا اہم جزء ہے کہ اگر اس پر قابو پا لیا جائے تو باقی تقویٰ کے حصّے خود بہ خود حاصل ہوتے چلے جائیں گے۔

(معارف القرآن: ج۷، ص:۲۴۱)

﴿اِجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾.

(سورة الحج: ۳)

''جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو''۔

قولِ زور سے مراد جھوٹ ہے، حق کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل اور جھوٹ میں داخل ہے، خواہ وہ عقائد میں ہو یا معاملات میں اور گواہی میں جھوٹ بولنا ہو، رسول اللہ ﷺ نے، فرمایا کہ سب کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ شہادت اور گواہی میں جھوٹ بولنا ہے اور اس کو آپ نے بار بار دہرایا۔

(معارف القرآن: ج۶، ص:۶۶۲)

جس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ عام طور پر جھوٹی گواہی دے کر آدمی کسی صاحبِ حق کو اپنے حق سے محروم کر دیتا ہے اور کسی دوسرے کو دلوا دیتا ہے، پھر اس کے نتیجہ میں دشمنی، جنگ وجدال اور تنازع کا ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، زمینیں بک جاتی ہیں، کاروبار غارت ہو جاتے ہیں، اور بسا اوقات قتل وقتال کی نوبت بھی آ جاتی ہے، جو فریقین کو اور ان کے خاندانوں کو تباہ وبرباد کر ڈالتی ہے۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِک)

﴿وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ﴾. ”اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں“۔

(سورة الأحزاب: ٣٥)

باتوں کی سچائی خدا کو بہت ہی محبوب ہے اور یہ عادت ہر طرح اچھی ہے، صحابہ کرامؓ میں تو ایسے بزرگ بھی تھے جنھوں نے اسلام سے پیشتر بھی کوئی جھوٹ نہ بولا تھا، سچائی ایمان کی نشانی ہے اور جھوٹ نفاق کی علامت ہے، سچا نجات پاتا ہے اور جھوٹا ذلیل وخوار ہوتا ہے، سچائی اچھے کاموں کی رہبری کرتی ہے، انسان سچ بولتے بولتے اور سچائی کا قصد کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت سچا لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر: ۲۲، سورہ احزاب)

﴿وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً﴾. ”اور سچائی کی بات کہیں“۔

(سورة النساء: ٩)

قول ’سدید‘ وہ قول ہے جو سچا ہو جھوٹ کا اس میں شائبہ نہ ہو، صواب ہو جس میں خطاء کا شائبہ نہ ہو، ٹھیک بات ہو، ہزل یعنی مذاق ودل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو دل خراش نہ ہو۔ (معارف القرآن: ج ۷، ص: ۲۴۱)

اسلام اور سچائی سے متعلق

جنابِ رسول اللہ ﷺ کی کچھ ہدایات

﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقاً﴾.

(رواه الترمذي)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر سچائی کو اپنانا ضروری ہے، کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت سچا لکھ لیا جاتا ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ سچائی ایسی بنیادی خوبی ہے، جس کو اپنانے سے دوسری اچھائیوں کا راستہ کھل جاتا ہے اور آدمی بہ سہولت جنت کے راستے پر پڑ جاتا ہے۔

﴿عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ إِذَا حَدَّثَ، وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا أُوْتُمِنَ، وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ﴾.

(رواه البيهقي في شعب الإيمان)

"حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے لیے یہ بات خوش کن ہو کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو، یا یہ کہ اللہ و رسول اس سے محبت کریں، تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے، اور جب اس کو کوئی امانت سپرد کی جائے تو (معمولی خیانت کیے بغیر) اس کو ادا کرے، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے"۔

﴿عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: أَضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغَضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ﴾.

(رواه أحمد)

''حضرت عبادہ بن صامت ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم چھ باتوں کی ذمہ داری اپنے آپ میں لے لوتو میں تمھارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔(۱) جب بات کروتو ہمیشہ سچ بولو، (۲) جب کسی سے وعدہ کروتو اس کو پورا کرو، (۳) جب کوئی امانت تم کوسپرد کی جائے تو اس کوٹھیک ٹھیک ادا کرو، (۴) حرام کاری سے شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اوراپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو (جس پرنظر ڈالنا حرام ہے اس پرنظرنہ ڈالو)، (۶) (جن موقعوں پر ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا ہے) وہاں ہاتھ روکو'' (ظلم نہ کرو)۔

اس حدیث شریف میں جتنی چیزوں کی تعلیمات اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے دی ہیں وہ سب اہل عقلِ وفراست کے نزدیک بہترین اور اچھی ہیں، اور ہرشریف اور عقل مند آدمی چاہے وہ کسی بھی مذہب کو مانتا ہے ایسی چیزوں کی اچھائی کودل وجان سے مانتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مذہب اپنے ماننے والوں کو اچھے اور پاکیزہ اخلاق کو اپنانے والا ایسا انسان بنانا چاہتا ہے جو اللہ کے تمام بندوں کے ساتھ اچھے سلوک کو اپنائیں، خاص طور پر ہمیشہ سچ بولنے کی حضرت محمد ﷺ نے بڑی تاکید کی ہے کیونکہ جھوٹ بول کر آدمی سامنے والے کو دھوکا دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جھوٹ سے منع کرتا ہے تو وہ یہ کہہ رہا ہے کہ کسی کو دھوکا نہ دینا

چاہئے، تیرے سامنے مسلم ہو یا غیر مسلم اس لئے کہ دھوکا دینا ہر مذہب کے اندر بہت برا سمجھا جاتا ہے۔

﴿عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ﴾. (رواه الترمذي)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا امانت دار سوداگر (قیامت کے دن) انبیاء صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا“۔

اسلام صرف نماز، روزے اور حج ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ دوسروں کے ساتھ سچائی اور اچھا سلوک اپنانا بھی اسلام کی بہترین تعلیمات میں داخل ہے۔

﴿عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا﴾. (متفق عليه)

”حضرت ابوخالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بائع و مشتری (خرید وفروخت کرنے والے) کو جدا ہونے تک اختیار ہے، اگر وہ دونوں سچ بولے اور سامان کے متعلق حقیقت بیان کردی تو ان دونوں کے لیے خرید و فروخت میں برکت عطا کی جاتی ہے اور اگر مال کے عیب کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی خرید وفروخت سے برکت ختم کردی جاتی ہے“۔

اس حدیث میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ کاروباری زندگی میں اللہ کی طرف سے برکت کا حاصل ہونا کاروبار کرنے والوں کی سچائی پر منحصر ہے، اگرانھوں نے خدائی تعلیمات کو چھوڑ کر صرف دنیا کی دولت کو زندگی کا مقصد بنالیا، جھوٹ بولا، سامان کے عیب کو چھپایا اور دھوکہ دیا تو ہوسکتا ہے کہ عارضی طور پر کچھ مالِ حرام مل جائے؛ لیکن خیر وبرکت اطمینان وسکون اور صحت وسلامتی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اُخروی فلاح کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

✲✲✲